بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

فکر و نظر کی گیارھویں جلد کا یہ بارھواں شمارہ ہے ، اس شمارے کے ساتھ کی گیارھویں جلد مکمل ھوتی ہے ۔ آیندہ شمارہ انشاءاللہ بارھویں جلد لا شمارہ ھوگا ۔

گیارہ سال کی مدت کتنی طویل مدت ھوتی ہے ۔ اس دوران میں ہم یا گزری اور ساری دنیا میں کیا کیا ھوا ۔ اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو ایک دفتر تیار ھوجائے ۔ بچے جوان ھوگئے، جوان بڑھاپے کی حدود میں ہنچے ، کتنے ھی نئے ارکان اس بزم ہستی میں آکر شریک ھوئے اور کتنوں س محفل کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں قدم رکھا ، یہی ھوتا رھا، ہمیشہ ہی ھوتا رھا ہے ۔ اور قیامت تک یہی ھوتا رہے گا ۔ اس اثناء میں چار ہزار ، بار صبح نے اپنا چہرہ دکھایا اور شام نے سیاہ پردے ڈالے ۔ ہر روز جب ں سے آفتاب برآمد ھوا نئے نئے مسائل لے کر نکلا اور جب رات نے اپنی سیاہ پھیلائی نئی نئی الجھنیں پیدا کر گئی ۔ لیکن یہ سب آنی جانی باتیں ۔ آتی رھیں اور جاتی رھیں ۔ اور سچ یہی ہے کہ ع

یہ دنیا رام کہانی ہے
باقی ہے ذات خدا بابا

انسان کے لئے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس طویل مدت میں اس نے کھویا اور کیا پایا ۔ کھویا تو سب کو نظر ھی آتا ہے ۔ عمر کھوئی، ، گزری اور اپنی سب سے قیمتی چیز یعنی زمین پر اپنی زندگی کے دن

کھوئے۔ لیکن ہمیں یہ بھی تو کبھی سوچنا چاہیئے کہ اس قیمتی اور انمول متاع کے مقابلہ میں حاصل کیا کیا۔ مستقبل کی کوئی بات یقینی ہو یا نہ ہو، لیکن موت تو بہر حال یقینی ہے۔ اس سے کسے انکار ہوسکتا ہے۔ کیا صرف یہی ایک یقین انسانی زندگی کو سنوارنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ کافی اور بالکل کافی ہے۔ خواب غفلت سے چونکانے کے لئے کافی ہے، مصروف عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ برائیوں سے بچانے کے لئے کافی ہے اور نیکیوں کی طرف مائل کرنے کے لئے کافی ہے۔

و کفی بالموت واعظاً

(نصیحت کرنے کے لئے موت ہی کافی ہے) یہ قول ہے حضرت امیرالمومنین فاروق اعظم کا۔ ان کا، جن کی زندگی سراپا یقین و عمل تھی۔ جن کا وقت کبھی بیکاری میں نہیں گذرتا تھا اور جن کے کارناموں سے تاریخ عالم کے اوراق منور ہیں، جن کی راتیں عبادت میں اور جن کے دن انتظام خشک و تر میں بسر ہوتے تھے۔ گیارہ سال سے بھی کم مدت میں انھوں نے اتنا کام کیا کہ نوع انسانی نے گیارہ سو سال میں بھی نہیں کیا۔ دشمن اس زمانہ میں بھی تھے۔ اور نسبۃً اتنے ہی قوی تھے۔ جتنے آج ہمارے دشمن قوی ہیں، لیکن ان پر مایوسی اور قنوطیت کا کوئی لمحہ نہ آتا تھا۔ اور کبھی مایوس نہ ہوئے۔

آج ہمارا کیا حال ہے۔

ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہیں

آخر! ہمیں کیا ہوگیا ہے۔ ہر فرد مسلمان کو سوچنا چاہیئے، مردوں کو سوچنا چاہیئے، عورتوں کو سوچنا چاہیئے، جوانوں کو سوچنا چاہیئے اور بوڑھوں کو، سب کو سوچنا چاہیئے، اور پوری توجہ کے ساتھ سوچنا چاہیئے اور نہ صرف سوچنا چاہیئے، بلکہ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے عمل کرنا چاہیئے، ایک دھن اور ایک لگن پیدا کرنا چاہیئے۔ اور یہ حقیقت سامنے رکھنی چاہیئے کہ۔

لن يصلح آخر هذه الامة الا بما صلح به اولها

(اس امت مسلمه کا دوسرا دور بھی صرف اسی طریقه سے درست ھوسکتا ھے جس طریقه سے اس کا پہلا دور درست ھوا تھا) یقین کامل اور عمل مسلسل ھی افراد کی زندگی کو بہتر بناتے ھیں اور یہی قوموں اور امتوں کی تقدیر کو بدل سکتے ھیں ۔ ورنه خداوند تعالیٰ کی طرف سے انعام واکرام کا راسته بند نہیں ھوگیا ھے ع

آج بھی ھو جو براھیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ھے انداز گلستاں پیدا

— — — —

عہد حاضر کی سب سے اھم پیداوار شک اور بے یقینی ھے ۔ سند یافته جاھلوں کی ایک بڑی جماعت ھر ملک میں اس کام پر لگا دی گئی ھے که وہ دلوں میں شک اور بے یقینی کی کیفیت پیدا کرے ۔ علمی تحقیقات کا نام دے کر اور خوبصورت عبارتوں میں ایسی باتیں پیش کیا کرے جو لوگوں میں شک اور بے یقینی کی کیفیت پیدا کردے ۔ اس کا نتیجه یه نکلا که ع

بے عمل تھے ھی جواں دین سے بدظن بھی ھوئے

ظاھر ھے که انسان کا کوئی ارادی عمل ھو نہیں سکتا جب تک که اس کے پیچھے علم و یقین کارفرما نه ھو، اس لئے ان لوگوں کے سامنے جو یه چاھتے ھیں که ساری دنیا کے انسان ان کے غلام بن کر رھیں، اور ساری دنیا کے قدرتی وسائل میں ان ھی کی رائے سے تصرف ھو، بے یقینی پیدا کرنے کی مہم سب سے اولین اور سب سے اھم مہم ھے ۔ اور وہ اس کے لئے ھزاروں سندیافته جاھلوں سے طرح طرح کی ترغیب کے ذریعه کام لے رھے ھیں ۔ انھیں ھر مناسب جگه پر متعین کیا گیا ھے اور ان سے شطرنج کے مہروں کی طرح

کام لیا جارہا ہے ۔ عرب میں بھی کام لیاجارہا ہے اور عجم میں بھی، مشرق میں بھی کام لیا جارہا ہے اور مغرب میں بھی ۔ ملک کا سیاسی نظام کچھ بھی ہو یہ سہم ہر جگہ جاری ہے ۔

اس درد کا مداوا صرف اسی طرح ممکن ہے کہ ہم تعلیم کا رخ بدل دیں اور تحقیق کا انداز دوسرا اختیار کریں، کیا ہم ایسا کریں گے ؟ یہ ایک سوال ہے اور بڑا ہی اہم سوال، اس کا جواب انھیں سوچنا چاہیئے جن کے بچے دین سے بدظن کئے جارہے ہیں، انھیں سوچنا چاہیئے جو کاہلی اور بےکاری میں بیٹھے ہوئے کہتے ہیں کہ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا ۔ اور انھیں سوچنا چاہیئے جنہیں اللہ کی مخلوق نے زمام اختیار دے رکھا ہے ۔